تبرکاتِ اکابر

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ

معراجِ جسمانی!

عقل و نقل کی روشنی میں

سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝

یہ ایک بدیہی اور ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ جس طرح انسان اور جملہ مخلوقاتِ عالم اپنے وجود میں خالق و موجد کی محتاج و دست نگر ہے۔ ٹھیک اسی طرح اس کی بقا و زندگی کا مدار بھی رب العزت و پروردگارِ عالم کی رحمت و مشیت پر ہے۔

اسی طرح یہ بھی حقیقتِ واقعیہ ہے کہ موجوداتِ عالم میں اجناس کو انواع کا اور انواع کو افراد کا جامہ پہنانے والی وہ خصوصیات موہوبہ خداوندی ہیں۔ جن کو خالقِ ارض و سما نے اپنی مخلوقات میں علیحدہ علیحدہ ودیعت رکھا ہے۔ نباتات کو جمادات پر اگر کوئی فوقیت حاصل ہے تو صرف یہ کہ نباتات میں مادۂ نمو و ترقی موجود ہے۔ اور جمادات اس سے محروم۔ حیوانات کو نباتات پر اگر کوئی تفوق ہے تو یہ کہ اس میں علاوہ قوتِ نمو کے مادۂ حس و حرکت بھی موجود ہے۔ اور انسان کو حیوانات سے جدا کرنے والی اگر کوئی چیز ہے تو وہ صرف اس کی قوتِ ادراک و عقل و فہم و فراست ہی ہے جس کو قدرتِ کاملہ نے عطا فرما کر اور انسان کو مخلوقاتِ ارضی و سماوی سے بزرگ و برتر بنا کر اپنی خلافت کے منصبِ جلیل کے لئے منتخب فرمایا۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا

اور البتہ ہم نے عزت دی ہے اولادِ آدم کو اور سواری دی ہم نے ان کو جنگل اور دریا میں اور روزی دی ہم نے ان کو ستھری چیزوں سے اور بڑھا دیا ان کو بہتوں سے جن کو پیدا کیا ہم نے بڑائی دے کر۔

اس کے ساتھ ہی یہ حقیقت بھی محتاجِ دلیل نہیں کہ تمام مخلوق اپنی ان خصوصیات کے لحاظ سے متفاوت المراتب ہیں کسی میں کم اور کسی میں زیادہ اور چونکہ وہ عطاء غیر اور موہب خداوندی ہیں اس لئے ہر شخص کو حسبِ لیاقت

قابلیت عطا کیا گیا ہو گا۔ اور یہ ایسی مشاہد چیز ہے کہ جس کا انکار نہیں ہو سکتا کہ عقولِ انسانی نہ صرف باعتبار انواع بلکہ باعتبار افراد کے ہر ہر شخص کی مختلف و کم و بیش ہیں۔ اور چونکہ عقل کامل و علم تامّ متناہی خاصہ خداوندی ہے اس لئے مخلوق کا علم و فہم بھی محدود الخلقت ہونے کی طرح محدود و ناقص ہی ہو گا۔ چنانچہ اسی دنیا میں جہاں ارسطو۔ فیثاغورث۔ افلاطون اور جالینوس جیسے مجسمہ عقل و حکمت کا وجود پایا جاتا ہے وہیں عقل سے کورے سفیہ و کودن لوگوں سے بھی دنیا خالی نہیں۔

عقل محض رہبر کامل نہیں ہو سکتی | اس تفاوتِ علم و عقل سے صاف ظاہر ہے کہ محض عقل و علم رہبر کامل و منزلِ مقصود کے لئے ہادیٔ مطلق ہونے کے لئے کافی و ضامن نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اس علم و ادراک کی باگ جس قادر مطلق کے ہاتھ میں ہے بدون اس کی اعانت و دستگیری منزلِ مقصود تک رسائی محال ہے۔

گر نہ باشد فضل ایزد دستگیر در رہیں علم و عقل آئی اسیر

اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک زبردست لشکر جرار جس کا ہر ہر سپاہی فن سپہ گری کا ماہر اور قوت و جرأت کا مالک ہونے کے باوجود جرنل و سپہ سالار کے حکم و ارشاد کے خلاف محض اپنی قابلیت و طاقت کے بل بوتے پر اگر نقل و حرکت کر بیٹھے تو جہاں فتح و نصرت سے محروم رہ کر اپنی ہلاکت و تباہی کا باعث بنے گا وہیں سپہ سالار کی ذمہ داری اور اس کے حفظ و امان سے نکل کر اپنی اس تباہی اور اس کے نتائج کا خود ذمہ دار ہو گا۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ۔ — جس نے بھلائی کی سو اپنے نفس کے لئے اور جس نے برائی کی تو اس کا خمیازہ اسی پر اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ۔ — اور جس نے اللہ کی حدود سے تجاوز کیا پس اس نے اپنے ہی نفس پر ظلم کیا۔

ٹھیک اور بالکل ٹھیک اسی طرح حضرت انسان بھی اگر محض اپنی عقل و ادراک کو رہبر کامل تصور کر کے اسی کے بل بوتے پر خدائی فرامین و احکامات کو غیر قابل وقعت یا اس کے سراپا حکمت و مصلحت صریح ارشادات کو سطحی طور سے اپنی محدود عقل کے خلاف سمجھ کر اور ان میں کتر بیونت کر کے اپنی عقل کے تابع بنانے کی سعی کرے تو وہ بھی کسی طرح فائز المرام و بامراد نہیں ہو سکتا۔

یہی وہ عقلی سفسطہ تھا جس نے فرمان الٰہی کے مقابلہ میں سب سے پہلے اجتہاد مطلق کرنے والے ابلیس کو ابدالآباد کے لئے راندۂ درگاہ کر کے ہمیشہ کے لئے خسران و حرمانی کے گڑھے میں گرا دیا۔

قَالَ أَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا — کہا شیطان نے کیا میں سجدہ کروں ایک ایسے شخص کو جس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا۔

قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ — کہا شیطان نے میں بہتر ہوں اس سے مجھ کو تو نے نار سے پیدا کیا اور اس کو پیدا کیا مٹی سے۔

یہیں سے تقلید و اجتہاد مطلق کے بھی بعض اہم پہلوؤں پر روشنی پڑ سکتی ہے (فتدبر) غرض یہ ہے کہ ناقص جب تک کامل کا تابع اور ادراک اشرف کا مطیع نہ ہو کامیابی فائز المرامی محال ہے۔

منکرین معراج جسمانی کو عقلی دھوکہ | اسی عقل کی کوتاہی اور اس پر بھروسہ کرنے کی کجروی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج جسمانی سے انکار کرنے پر لوگوں کو مجبور کیا جس کی خبر حق جل مجدہٗ نے اپنے کلام پاک میں نہایت صاف و صریح الفاظ میں دی ہے۔ ایک مسلمان بحیثیت مسلمان ہونے کے اللہ کو اپنا خالق و معبود قادر و پروردگار ماننے کے بعد اور رسول کو خدا کا سچا برگزیدہ پیغمبر تسلیم کرنے کے بعد کس طرح جرأت کر سکتا ہے۔ کہ خدا کی دی ہوئی خبر اور نبی کی کہی ہوئی بات پر شک و شبہ و تامل کی دلدل میں پھنس کر اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے یہی وجہ ہے کہ کامل الایمان و راسخ العقیدہ قلب نے اس خبر کو سن کر آمنا و صدقنا کی لبیک بلند کی اور زمین و آسمان میں صدیق کے معزز لقب سے نوازا گیا لیکن جہاں اس وقت بغض و عناد کی بھڑکتی ہوئی آگ نے کھلی نشانیوں سے انکار کرنے پر مجبور کر کے ابدالآباد کی شقاوت منکرین کے نامۂ اعمال میں لکھ دی۔ وہیں آج بھی نیچریت و مغربیت کی رو میں بہنے والے، عقل نارسا کو بہر کامل تصور کرنے والے، یا اپنی نفسانی اغراض کے مقابلہ میں خدائی احکام وارشادات کو ٹھکرانے والے ایسے انسان موجود ہیں کہ جو کہیں خرق و التیام کے استحالہ کی آڑ میں اور کہیں طبقات ناریہ و زمہریریہ سے جسد عنصری کے گذر کو محال سمجھنے کے پردے میں اور کہیں اتنے قلیل عرصہ میں اتنی سیر و سیاحت کے ممتنع الوقوع ہونے کی دلدل میں پھنس کر یا تو سرے سے معراج ہی کے منکر ہو بیٹھے یا روایات قویہ کی تردید سے مجبور ہو کر بہت سے معراج روحانی یا منامی کے قائل ہو گئے۔ جیسا کہ سرسید مرحوم اور دیگر بندگان عقل و وہم اور پنجاب کے مدعی نبوت قادیانی نے اپنے سے پہلے گم کردگان راہ ہدایت کی تقلید میں نہایت صریح الفاظ میں معراج جسمانی کا انکار کر کے نہایت جرأت کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسری کا دعویٰ کیا۔ چنانچہ ازالۂ اوہام میں لکھا ہے۔

"یہ معراج جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ اعلیٰ درجہ کا کشف تھا اس کشف بیداری سے یہ حالت زیادہ اصفی و اجلی ہوتی ہے اور اس قسم کے کشفوں میں مؤلف خود صاحب تجربہ ہے" الخ

یہ ہے پنجاب کے مدعی نبوت کی قرآن دانی اور دعویٰ محبت رسول کی حقیقت۔

استحالات معراج جسمانی کی تردید

حالاں کہ اگر عقل نارسا کی رہبری میں ہی اس مسئلہ پر غور فرمایا جاوے اور واقعات و مشاہدات کو سامنے رکھا جائے تو یقیناً ان فرضی توہمات کا جن اور سائنس و فلسفہ کا بھوت خود بخود ان کے سر سے اتر جائے۔ لیکن جب ہی جب کہ اغراض و خواہشات نفسانی سے الگ ہو کر محض تلاش حق مقصود ہو۔

سرعت رفتار حرکت کی سرعت و قلت رفتار چونکہ ایک اضافی چیز ہے جس کی کوئی حد انتہا مقرر نہیں۔ جیسا کہ آج ریل، موٹر اور طیاروں وغیرہ کی حرکت علیٰ مشاہدہ ہے کہ اگر ریل گاڑی ۶۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چل سکتی ہے تو موٹر کار ۳۰۰ میل فی گھنٹہ اور طیاروں کی اسٹیمی طاقت اس سے بھی زائد پرواز کر سکتی ہے۔ نیز بقول حکمائے جدید بجلی ایک منٹ میں پانچ سو مرتبہ زمین کے گرد گھوم سکتی ہے اور بعض سیارے ایک ساعت میں ۸ لاکھ ۸۰ ہزار میل حرکت کر سکتے ہیں۔

نیز انسان کی حرکت شعاعیہ نظر اٹھا کر دیکھنے سے ایک آن میں ہزاروں میل آسمان تک بلکہ اگر سماوات حائل نہ ہوں تو اس سے بھی آگے پہنچ سکتی ہے۔

تو جو خدا آگ اور پانی اور بجلی میں یہ طاقت دے سکتا ہے کہ جس کے ذریعہ انسانی دماغ اس درجہ سرعت رفتار پر قدرت حاصل کرے تو کیا اس خدا کی قدرت سے یہ چیز بعید ہے کہ وہ اپنی قدرت کاملہ سے ایک جسم عنصری کو ایسے براق برق رفتار کی سواری سے چشم زدن میں کہیں سے کہیں پہنچا دے اور اتنی قلیل مدت میں سطح ارض سے گذر کر ملکوت و سماوات کی سیاحت کر کے واپس آجائے۔ درآں حالیکہ حضرت سلیمان پیغمبر علیہ السلام کے ارشاد سے آصف بن برخیا کا آنکھ جھپکنے کے اندر بلقیس کے تخت کو اقصیٰ یمن سے شام میں لا رکھنا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کا مہینوں کی مسافت کو منٹوں میں طے کرنا قرآن عزیز میں مصرح موجود ہے۔

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ	بولا وہ جس کے پاس تھا علم کتاب لائے دیتا ہوں
اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ	تیرے پاس اس کو آنکھ جھپکنے سے پہلے پھر جب
طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ	دیکھا اس کو رکھا ہوا اپنے پاس۔

وایضاً قال تعالیٰ وَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّیْحَ تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ وقال ایضاً وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ۔

یعنی ہم نے حضرت سلیمانؑ کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا کہ ہوا ان کے تخت کو بہت تھوڑی دیر میں مہینوں کی مسافت پر لے جا کر رکھ دیتی ہے۔

توکیا ان مشاہدات کے ہوتے ہوتے بھی کسی بے عقل کی عقل اس پر مجبور کرے گی کہ جو خدا سلیمان علیہ السلام پیغمبر کے لئے کثافت جرم کے ساتھ ان چیزوں کو آسان فرما دے۔ وہ اپنے محبوب و برگزیدہ باعث تخلیق عالم مجسمہ انوار و برکات کے لئے تھوڑی سی دیر میں سیاحت سمٰوات وارض پر قدرت نہیں رکھتا۔

ان اللہ علی کل شیٔ قدیر۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اور کیا مرزا صاحب قادیانی اور ان کے امتی اس تحریر پر شرم کرنے کی ہمت کریں گے۔ کہ کسی بشر کا اس جسم کثیف کے ساتھ آسمانوں پر اٹھایا جانا خلاف قدرت اور خلاف سنت اللہ ہے۔ ازالہ اوہام کلاں جلد ص۲۵۶

طبقات ناریہ و زمہریریہ سے جسم عنصری کا مرور اور اس کے مشاہدات

رہا طبقات ناریہ و زمہریریہ سے کسی جسم عنصری کے گذر کو محال سمجھ کر معراج جسمانی کا انکار کرنا جیسا کہ مرزا صاحب نے ازالہ اوہام میں فرمایا ہے۔ یہ بھی عدم تدبر و عدم واقفیت کی دلیل ہے۔ کیونکہ طبقہ ناریہ و زمہریریہ کا متوازی السطحین ہونا (یعنی دو طبقات کے اجزا کا ایک دوسرے سے متصل ہونا) (جس سے استحالہ لازم آوے) ضروری نہیں بلکہ بقول بعض حکما اگر اس کو بشکل اہلیجی یا شبیہ اہلیجی تسلیم کر لیا جاوے تو پھر کوئی استحالہ ہی نہیں رہ جاتا۔ نیز گردش ایام و لیالی اور اختلاف موسم گرما و سرما کے ساتھ چونکہ حرارت و برودت میں اختلاف شدۃ و ضعف ہونا ایک مشاہد چیز ہے جس کا کوئی احمق سے احمق بھی انکار نہیں کر سکتا۔ اس لئے بظن غالب کہا جا سکتا ہے کہ طبقاتِ ناریہ و زمہریریہ کا کسی خاص مقدار حرارت و برودت سے متصف ہونا اس خاصہ ذاتی نہیں بلکہ عرضی ہے۔ اور عوارض کا سبب بالاجماع ممکن ہے تو اب کوئی استحالہ نہیں رہ جاتا۔ معراج نبوی ص بجسدہ الاطہر اس کیونکر ممکن ہے کہ بوقت صعود و عروج جسد اطہر صلی اللہ علیہ وسلم بعض اجزا حرارت و برودت بالکل غیر مضر ہوں۔ یا حق تعالیٰ نے ان کے اندر سے صفت حرارت و برودت ہی کو کچھ دیر کے لئے بالکل سلب کر لیا ہو۔ اور اپنی قدرت کاملہ سے نار کو نور سے بدل دیا ہو۔ جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کے لئے

قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ ۔ کہا ہم نے کہ اے آگ ہو جا برد و سلام ابراہیم (علیہ السلام) پر۔

نیز ممکن ہے کہ بوقت معراج شریف جسد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سراپا انوار و تجلیات اور کثافت جرمی سے بالکل پاک بنا دیا گیا ہو۔ جیسا کہ حدیث پاک سے پتہ چلتا ہے۔ کہ آپ کو حضرت جبرئیل و میکائیل نے زمزم کے پانی سے غسل دے کر اور قلب مبارک کو ہر قسم کی کثافت و آلائش سے پاک و صاف کر کے انوار و حکمت الٰہیہ سے پُر کر دیا۔ تو جب کہ جسم اطہر سراپا نور و تجلیات الٰہیہ ہو گیا تو پھر برودت و حرارت اس پر بالکل اثر نہ کرے۔ جیسا کہ اسپرٹ کا مشاہدہ ہے کہ جس چیز پر ڈالی جاتی ہے وہ نہیں جلتی۔ نیز یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ

برودت وحرارت کا اثر جسم عنصری پر اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ جسم عنصری کا استقرار و قیام قلیل وکثیر
مین پایا جاوے ۔جیسا کہ ہر انسان مشاہدہ کر سکتا ہے ۔کہ دہکتی ہوئی آگ کی لپٹوں میں کسی چیز کو تیزی سے گزا
دی جائے جیسا کہ بسا اوقات بچے آگ کی لپٹوں میں جلدی جلدی اپنے ہاتھ کو تیزی سے پھیرتے ہیں اور آگ
بالکل اثر نہیں کرتی ۔

توجب کہ احادیث صحیحہ سے یہ چیز ثابت ہے کہ آپ کی سوری " براق برق رفتار" کے ایک قدم کی حد
حرکت تا حد بصر تھی تو پھر استقرار و قیام ہی جب کہ نہ ہوا تو اثر سے کیا واسطہ ۔نیز براق جنت کا گھوڑا ہونے کے
باعث ظاہر ہے کہ کثافت وجرمیت دنیاوی سے بالکل پاک وصاف ہوگا ۔ اور یہ مشاہدہ ہے کہ ایک غیر اثر
قبول کرنے والی چیز کے ساتھ مل کر دوسری چیز بھی اسی کے اثر میں آجاتی ہے ۔جیسا کہ لکڑی اور اس کے ساتھ
ملی ہوئی دوسری چیز پر بجلی کا اثر نہ کرنا علیٰ مشاہدہ ہے ۔

نیز فرشتوں کا آسمانوں سے اترنا اور چڑھنا ۔جنات وشیاطین کا بعض اوقات سماء دنیا تک جاکر لوٹنا احا
سے ثابت ہے ۔نیز جب کہ حسب تصریحات قرآنی حضرت آدم وحوا کا جنت سے ہبوط اور زمین پر نزول ج
یقیناً انہی طبقات سے ہوکر ہوا ہوگا مسلّم اور قوم موسیٰ پر آسمانوں سے مائدہ کا نزول جو یقیناً اسی راستہ
ہوا ہوگا ۔قابل تسلیم ہے ۔

توپھر ان مشاہدات کے ہوتے ہوتے حضرت انور صلی اللہ علیہ وسلم کا بجسدہ العنصری عروج ونزول کیوں
محال اور خلاف عقل معلوم ہوا اور ساتھ ہی خدائے قدیر وتوانا اپنی قدرت کاملہ سے اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کو بجسدہ العنصری آسمانوں پر زندہ اٹھا لے تو کیا استحالہ واستبعاد ہے ۔ اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا
اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ہ

معراج جسمانی کا ثبوت قرآنی تصریحات سے آیت اسرار کو غور سے ملاحظہ فرمائیے ۔تو اس میں خود ایسے
قرائن بلکہ صریح الفاظ موجود ہیں جن کے ہوتے ہوتے معراج جسمانی میں شک وشبہ کی گنجائش تک باقی نہیں رہ

۱۔ سُبْحَانَ الَّذِيْ لفظ سبحان خود واقعہ کی عظمت وشان اور اس کے امر عظیم ہونے کی طرف اشارہ
اور معراج روحانی کوئی امر عظیم وقابل تعجب چیز نہ تھی ۔جیسا کہ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں ۔

فالتسبیح انما یکون عند الامور العظام فلو کان مناماً لم یکن فیہ کبیر شيء ولم یکن مستعظما
(ابن کثیر ج ۶ ص ۱۴)

پس لفظ تسبیح جزایں نیست کہ ہوتا ہے امور عظ کے لئے ۔اگر معراج منامی ہوتی تو اس میں کوئی شے تعجب افزا اور عظمت خیز نہ ہوتی ۔

۲۔ اَسریٰ۔ اسرا کا لفظ جس کے معنیٰ چلنے اور سیر کرنے کے لئے ہیں بیداری کی حالت کے ساتھ ہی استعمال ہوتا ہے۔ خواب یا مکاشفہ کے لئے نہیں۔ جیسا کہ قرآن پاک میں متعدد جگہ وارد ہوا ہے۔

قَالُوْا یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ یَّصِلُوْۤا اِلَیْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ۔ فَاَسْرِ بِعِبَادِیْۤ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ۔

۳۔ بِعَبْدِهٖ۔ لفظ عبد کا اطلاق جسد مع الروح پر آتا ہے۔ محض روح کو عبد نہیں کہا جاتا۔ اور قرآن پاک میں اسرا کی نسبت عبد کی طرف کی گئی ہے۔ روح عبد کی طرف نہیں کی گئی۔ ارشاد ہے اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ ابن کثیر میں ہے

فَاِنَّ الْعَبْدَ عِبَارَةٌ عَنْ مَجْمُوْعِ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ — تحقیق عبد عبارت ہے مجموعہ روح مع الجسد سے۔

چنانچہ قرآن پاک میں جہاں کہیں لفظ عبد آیا ہے اس سے روح مع الجسد ہی مراد لیا گیا ہے محض روح نہیں لی جا سکتی۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا الخ

وَاذْكُرْ عَبْدَنَاۤ اَیُّوْبَ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا

اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ۔ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ۔ اَرَاَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی عَبْدًا۔ وغیرہ وغیرہ۔

تو اصطلاح قرآن کے موافق یہاں بھی عبد سے مراد روح مع الجسد ہی ہو سکتی ہے۔ نہ کہ محض روح۔

۴۔ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا۔ تاکہ دکھلا دیں ہم اس کو اپنی نشانیاں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْیَا الَّتِیْۤ اَرَیْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ۔ تو لوگوں کے لئے فتنہ و ابتلاء محض کشفی اور روحانی رویت نہیں ہو سکتی اور نہ ہوئی۔ بلکہ وہ بجسدہ العنصری آسمانوں کی سیر اور حق تعالیٰ سے مکالمہ و مشاہدہ تھا جس کو سن کر اہل قریش نے انکار کیا تھا ورنہ منامی و کشفی معراج سے تو کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا تھا ورنہ وہ ابتلاء و فتنہ کا محل تھا۔

۵۔ فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰی مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی آسمان پر تشریف لے جانے کے بعد دَنَا فَتَدَلّٰی فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔ لفظ دنیٰ اور قرب و نزدیکی حق جل مجدہٗ کو بقدر قلت بعد قوسین او ادنیٰ کے ساتھ تعبیر فرمانا بھی اسی بات کی دلیل ہے کہ قربت جسدی مراد ہے اس لئے کہ تشبیہ شئے محدود

کے ساتھ شئے معین کی ہی ہوسکتی ہے۔

غرض کلام پاک کی ان چند تصریحات بالا سے یہ چیز نہایت واضح ہو جاتی ہے۔ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمانی ہوئی نہ کہ صرف روحانی یا منامی۔

معراج جسمانی کا ثبوت احادیث سے | تفصیل واقعہ معراج شریف کے دیکھنے سے بھی جو احادیث صحیحہ میں وارد ہے۔ یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو احوال و انکشافات معراج کے وقت ظہور پذیر ہوئے وہ تمام معراج جسمانی کے ساتھ چسپاں ہوتے ہیں۔ محض روح کے ساتھ ان کا تعلق صحیح نہیں معلوم ہوتا۔

مثلاً حضرت ام ہانی رض کے دولت کدہ پر بحالت استراحت یکایک چھت کا پھٹ کر فرشتہ آنا اور آپ کو جگا کر مسجد حرام میں زمزم پرلے جانا اور قلب مبارک کو ماء زمزم سے دھوکر اس کو حکمت ایمان و عرفان الہی سے بھرنا۔ براق پر سوار ہو کر معراج کو تشریف لے جانا درآں حالیکہ براق پر جسم ہی سوار ہوسکتا ہے محض روح کہ ایک لطیف و غیر مرئی چیز ہے گھوڑے پر کیسے سوار ہوسکتی ہے۔ حضرت جبرئیل کا آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر آسمانوں پر چڑھنا کما جاء فی الحدیث ثم اخذ بیدی فعرج بی الی السماء پھر آسمانوں پر انبیا علیہم السلام سے سلام و کلام اور تقرب الہی کے بعد نمازوں کا فرض اور آپ کی استدعا تخفیف وغیرہ وغیرہ یہ جملہ امور اس بات کی صریح دلیل ہیں کہ یہ احوال بحالت بیداری جسم اطہر کے ساتھ پیش آئے۔ جیسا کہ ابن کثیر میں ہے۔

ان اللہ اسری بعبدہ علی دابۃ یقال لھا البراق ولو کان الاسراء بروحہ لم تکن الروح محمولۃ علی البراق اذ الدواب لا تحمل الا الاجسام	البتہ اللہ نے سیر کرائی اپنے بندے کو دابہ پر جس کو براق کہتے ہیں۔ اور اگر اسراء محض روح کی ہوئی تو روح کو براق پر نہیں اٹھایا جاتا کیونکہ چوپائے جسم ہی کو اٹھاتے ہیں۔

اور اسی پر اسلاف عظام اور ائمہ دین کا وہ زبردست اجماع ہے کہ جس کے سامنے منکر معراج جسمانی غلام احمد قادیانی کو بھی جب تک اس کو خود عیسیٰ و محمد بننے کا خبط سوار نہ ہوا تھا نہایت صریح لفظوں میں سر تسلیم خم کرنا پڑا ہے۔ چنانچہ ازالہ اوہام میں ہے۔

باوجودیکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رفع جسمی کے بارہ میں کہ وہ جسم سمیت شب معراج میں آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ تقریباً تمام صحابہ رض کا یہی اعتقاد تھا۔ الخ جلد ا صہ ۲۸۸

امید ہے کہ منکرین معراج جسمانی کے لئے یہ تحریر موجب ہدایت ہوگی۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین